آپؐ کا دیگر مذاہب سے معاہدہ "میثاق مدینہ"

مولانا عبدالشہید

مکہ، اور مدینہ کے سیاسی سماجی اور مذہبی حالات میں بہت فرق تھا، مکہ میں صرف ایک قوم قریش کا زور اور حکومت تھی اور سب کا مذہب بھی عموماً بت پرستی ہی تھا جبکہ مدینہ مختلف مذاہب و اقوام کا مجموعہ تھا وہاں بت پرست بھی تھے یہودی بھی اور کم تعداد میں عیسائی بھی۔ یہودیوں کے کئی زبردست قبیلے بنونضیر، بنوقینقاع، بنوقریظہ تھے جو اپنے جداگانہ قلعوں میں رہا کرتے تھے نیز تجارت اور سودخوری کی وجہ سے بہت دولت مند تھے (۱) لیکن یہودی منظم اور متحد نہیں تھے ان کے مختلف قبیلوں میں پھوٹ تھی کچھ قبیلے اوس کے ساتھ معاہدے کئے ہوئے تھے اور کچھ خزرج کے ساتھ تھے۔ نیز یہودی اوس و خزرج کو باہم لڑانے کی سازشیں بھی کرتے تھے اور اختلاف اور مقابلہ کی آگ بھڑکاتے رہتے تاکہ عرب ان کی طرف سے غافل رہیں۔ (۲)

ان حالات میں رسول اللہ ﷺ کے لئے جو حالات پیچیدہ اور فوری توجہ کے مستحق تھے ان میں سے ایک تو مسلمانوں کی اجتماعیت و اتحاد کو برقرار رکھنے کا مسئلہ تھا دوسرا یہود مدینہ اور دیگر غیر مسلم گروہوں کے ساتھ معاہدات یا باہمی حفاظت کے لئے صلح نامہ وغیرہ کا مسئلہ تھا۔ نیز مدینہ کے نظم و نسق اور اس کی حفاظت اور مدافعت کا معاملہ تھا اور ظاہر ہے یہ سب کچھ اس نوزائیدہ اسلامی معاشرہ کی حفاظت و مدافعت کے لئے ناگزیر اور تمام دنیا میں اسلام کی اشاعت و تبلیغ کے لئے انتہائی ضروری تھا پھر مدینہ کے مخصوص نزاجی حالات بھی اس امر کے متقاضی تھے (۴) اسلئے رسول اللہ ﷺ نے مدینہ پہنچ کر ہجرت کے پہلے ہی سال یہ مناسب سمجھا کہ مدینہ کی جملہ اقوام سے ایک معاہدہ (میثاق) بین الاقوام اصول پر کرلیا جائے۔ (۵) لہذا رسول ﷺ نے مہاجرین، انصار اور یہود کے درمیان ایک عہد نامہ لکھوایا جس میں انصار و مہاجرین اور یہود کے حقوق کی شرائط طے کی گئیں تھیں۔ (۵) ڈاکٹر امیر حسن صدیقی اور ڈاکٹر نثار احمد اس عہد نامہ کیلئے ''میثاق مدینہ'' کے بجائے ''منشور مدینہ'' کا لفظ استعمال کرتے ہیں (۶)

میثاق مدینہ کی دفعات: میثاق مدینہ کے دو حصہ کئے جاسکتے ہیں۔ پہلے حصہ کی دفعات مہاجرین وانصار سے متعلق ہے اور دوسرا حصہ یہود مدینہ کے حقوق وفرائض سے بحث کرتا ہے۔ (۷) سیرۃ ابن ہشام کے (اردو) مترجم شیخ محمد اسماعیل پانی پتی لکھتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینہ میں تشریف لاتے ہی یہاں کے مسلمانوں، مکہ کے مہاجروں یہودیوں، عیسائیوں، اور بت پرستوں سے ایک عہد نامہ کیا اور یہ عہد نامہ سیرۃ ابن ہشام میں مفصل درج ہے مگر اس کی عبارت ایسی پیچیدہ اور مغلق ہے کہ عام قارئین کی سمجھ میں نہیں آسکتی اس لئے اس معاہدہ کا مضمون ڈاکٹر حمید اللہ کی شہرۂ آفاق کتاب ''الوثائق السیاسیہ'' سے (۸) میثاق مدینہ کا مکمل متن یہ ہے:

بسم اللہ الرحمن الرحیم

یہ معاہدہ یثرب (مدینہ) کے حسب ذیل گروہوں کے درمیان کیا جاتا ہے۔

(۱) محمد رسول اللہ ﷺ (۲) مہاجرین مکہ (۳) مسلمانان یثرب (۴) یثرب کے یہودی (۵) یثرب کے عیسائی (۶) یثرب کے بت پرست۔

اس معاہدہ کی دفعات یہ ہیں:

دفعہ اول: یہ تمام گروہ جن کا اوپر ذکر ہوا سیاسی اور معاشرتی لحاظ سے ایک جماعت متصور ہونگے۔

دفعہ دوم: اس دفعہ میں یثرب کے رہنے والے مندرجہ ذیل قبائل بھی شامل ہوں گے:

(۱) بنوعوف (۲) بنوحرث (۳) بنوساعدہ (۴) بنوجشم (۵) بنونجار (۶) بنوعمرو بن عوف (۷) بنو نبیت (۸) بنواوس

ان میں ہر گروہ فرداً فرداً اور اجتماعی طور پر اس معاہدہ کا پابند ہوگا۔ قریش اپنے قبائل کی طرف سے قدیمی طے شدہ طریقہ کے موافق خون بہا ادا کریں گے اپنے قیدی کو فدیہ دے کر چھڑوائیں گے اور عدل وانصاف کے ساتھ شہر میں رہیں گے۔

دفعہ سوم: (۱) معاہدہ میں شامل کوئی خون بہا کی مقرر حدوں میں تخفیف یا ترمیم نہیں کرے گا۔ (۲) کوئی مسلمان کسی مسلمان کے مظلوم موالی کے مقابلہ میں اپنے موالی کی بیجا حمایت اور طرفداری نہیں کرے گا۔ (۹)

(۳) جو شخص خون بہا ادا کرنے میں سفارش کی راہ تلاش کرے گا اس کے خلاف دوسرے مسلمانوں کو مقتول کے ورثا کی حمایت اور طرفداری کرنا ہوگی۔

(۴) کوئی مسلمان یا اس کا فرزند جماعت میں کوئی فتنہ یا فساد اور تفرقہ پیدا کرنے کا موجب ہوگا اس کے خلاف تمام مسلمانوں کو مجتمع ہوکر اس فتنہ کو دور کرنا ہوگا۔

(۵) اگر کسی مسلمان کے ہاتھ سے کوئی غیر مسلم مارا جائے گا تو اگرچہ اسے قانون کے مطابق سزا دی جائے گی مگر دوسرے مسلمانوں کا غیر مسلم کی حمایت میں مسلمان پر جبر، وظلم، ناجائز اور خلاف معاہدہ ہوگا۔

(۶) اگر کوئی غیر مسلم ناحق کسی مسلمان کے درپے ہو تو کسی مسلم کو ایسے غیر مسلم کی حمایت نہیں کرنی ہوگی۔

(۷) مسلمانوں کا ہر فرد (جب تک وہ گناہ یا جرم کا ارتکاب نہ کرے) اللہ تعالیٰ کی پناہ میں ہے اور تمام مسلمانوں پر آپس میں ایک دوسری کی ہمدردی لازمی ہے کیونکہ سب مسلمان بھائی ہیں

دفعہ چہارم: (۱) ایک مسلمان کسی یہودی کی ایسے معاملہ میں مدد کرسکتا ہے جس سے وہ یہودی مسلمانوں کے انصاف وعدل سے اطمینان حاصل کرسکے۔

(۲) کسی مسلمان کے لڑائی میں شہید ہونے کے بعد کسی دوسرے مسلمان پر اس کی کسی قسم کی ذمہ داری عائد نہ ہوگی

(۳) تمام مسلمان اسلام پر احسن طریق سے ثابت قدمی کے ساتھ کاربند رہیں گے۔

(۴) کوئی مسلمان کسی غیر مسلم کو مسلمان کے خلاف پناہ نہیں دیگا، نہ کسی ایسے مال کا ضامن ہوگا جو غیر مسلم نے ناجائز طور پر مسلم سے حاصل کیا ہو اور نہ کوئی مسلمان کسی مشرک کی بیجا حمایت کرے گا

(۵) کسی مسلمان کے ناحق قتل پر اگر مقتول کے ورثاء خوشی کے ساتھ خون بہا لینے پر رضامند نہ ہوں تو پھر قاتل کو جلاد کے حوالہ کردیا جائے گا تاکہ وہ مقتول کے بدلہ اس کی گردن ماردے۔

(۶) جو مسلمان اس معاہدہ میں شریک ہیں اگر انہیں اللہ اور رسول ﷺ پر دلی صداقت کے ساتھ ایمان ویقین ہے تو انہیں کبھی کسی مفسد اور فتنہ پرداز کی حمایت اور امداد نہیں کرنی ہوگی، حمایت میں یہ بات بھی شامل ہے کہ مفسد کو پناہ دی جائے جو مسلمان اس معاہدہ کی خلاف ورزی کرے گا اس پر دنیا وآخرت میں اللہ کی لعنت ہو اور اس کا کوئی عمل بارگاہ الٰہی میں مقبول نہیں ہوگا۔

(۷) تمام مسلمانوں پر بلا استثناء یہ بات لازم ہے کہ وہ اپنے تمام مناقشات اور جھگڑے اور اپنے تمام معاملات اللہ اور اس کے رسول ﷺ کی مرضی اور حکم کے مطابق طے کریں۔

مدینه میں یہودیوں کے لئیے:

(۱) مسلمان جب تک اپنے دشمنوں سے مصروف جنگ رہیں ان کی مالی اعانت اور امداد کرنا یہودیوں پر واجب ہوگا۔

(۲) بنی عوف کے تمام یہودی مسلمانوں میں شمار ہونگے مگر مذہب کے لحاظ سے وہ اپنے اپنے عقیدہ کے پابند ہونگے۔

(۳) بنی عوف کے تمام موالی بھی انہی کے ساتھ ہونگے اور ان پر بھی وہ تمام ذمہ داریاں عائد ہونگی جو بنی عوف پر ہیں ان میں جو شخص بھی گناہ یا ظلم کرے گا وہ اپنے آپ کو ہلاک کرے گا اور اپنے اہل وعیال کو بھی۔

(۴) اس دفعہ میں یثرب کے حسب ذیل یہود بھی شامل ہیں:

(۱) بنی نجار (۲) بنی حرث (۳) بنی ساعده (۴) نبی جشم (۵) بن ثعلبه (۶) بنی جفنه (۷) بنی شبیطه

(۵) ان میں سے کوئی شخص یا قبیلہ اور اس کی شاخ محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر اس معاہدہ سے مستثنیٰ نہیں ہوگی۔

(۶) نہ ان میں سے کسی فرد یا جماعت کو کسی شخص کے نقصان پہنچانے کے مواخذہ سے بری کیا جائے گا جو شخص بھی جرم کا مرتکب ہوگا اس کا وبال اس شخص پر ہی پڑے گا۔

(۷) ان میں سے جس فرد یا جماعت سے قتل ناحق کا جرم سرزد ہوگا اس کو قرار واقعی سزا دی جائے گی۔

(۸) اگر کسی یہودی پر کوئی شخص ناحق تہمت لگائے گا تو اس یہودی کو اللہ اور اس کے رسول ؐ کی حمایت حاصل ہوگی۔

(۹) یہود کے اخراجات جنگ کا بار یہود اور مسلمانوں کے اخراجات جنگ کا بار مسلمانوں پر ہوگا۔

(۱۰) یہود و مسلمان آپس میں ایک دوسرے کے معاون و مددگار رہ کر ان لوگوں کا مقابلہ کریں گے جو ان کے مخالف ہونگے۔

(۱۱) مسلمان اور یہود آپس میں خلوص اور خیر خواہی کے ساتھ رہیں گے۔
(۱۲) مسلمانوں اور یہود میں کوئی فریق ایک دوسرے کی حق تلفی نہیں کرے گا۔ بلکہ دوسرے گروہوں کے مظلوموں کی حمایت کرنا اس کا فرض ہوگا۔
(۱۳) دونوں فریق ایک دوسرے کے خلاف ہتھیار نہیں اٹھائیں گے۔
(۱۴) فریقین میں سے ہر فرد اپنے ہمسائے کے حقوق کی نگہداشت اس طرح کرے گا جیسی وہ اپنے حقوق کی کرتا ہے۔
(۱۵) یہود اور مسلمان اپنے باہمی اختلافات اور تنازعات کے فیصلہ کے لئے اللہ کے رسول ﷺ پیش کریں گے۔
(۱۶) معاہدہ میں شریک اشخاص میں سے کوئی فرد یا جماعت بت پرست قریش مکہ کو اپنے ہاں پناہ نہیں دیں گے اور نہ قریش مکہ کے کسی موالی کی حمایت خفیہ یا ظاہری طور پر کریگی۔
(۱۷) اگر مدینہ پر کوئی بیرونی حملہ کرے تو شرکائے معاہدہ میں سے ہر فرد حملہ آور فریق کے خلاف مظلوم کی حمایت کریگا۔
(۱۸) اگر دشمن کے ساتھ مصالحت کی بات چیت شروع ہو تو اس میں دونوں فریق یکساں طور پر شامل ہوں گے۔
(۱۹) دشمن سے صلح کی صورت میں اگر کوئی فائدہ مند صورت پیدا ہوگی تو اس سے دونوں فریق مستفید ہوں گے۔
(۲۰) جنگ کی حالت میں معاہدہ میں شامل ہونے والے ہر فرد پر لازم ہوگا کہ وہ اپنے حصہ کی مالی امداد فوری ادا کرے۔
(۲۱) قبیلہ اوس کے یہودی اپنے موالی کے اس معاہدہ کے اسی طرح پابند ہوں گے جس طرح وہ تمام قبائل جن کا ذکر پہلے آچکا ہے۔
(۲۲) کوئی شخص محمد ﷺ کی اجازت کے بغیر باہر سفر پر نہیں جائے گا۔
(۲۳) اس معاہدہ کی خلاف ورزی وہی کرے گا جو ظالم اور مفسد ہوگا۔
(۲۴) خلوص اور امن کے ساتھ مدینہ میں رہنے والے یا باہر جانے والوں پر کوئی پابندی نہیں مگر فساد اور شرارت کرنے والوں کو پناہ نہیں دی جائے گی۔
(۲۵) اللہ اور اس کا رسول اس شخص کے حامی اور مددگار ہیں جو امن اور صلح کے ساتھ زندگی بسر کرے۔(۱۰)

حواشی و حوالہ جات

(۱) رحمتہ للعالمین (جلداول) ص/۹۶
(۲) نبیؐ رحمت، ص/ ۲۳۶
(۳) ڈاکٹر امیر حسین صدیقی ڈاکٹر نثار احمد ''بساط سیاست پر'' نقش سیرت، ص/۳۸۳
(۴) رحمت للعالمین (جلداول) ص/۱۰۰
(۵) تاریخ ابن خلدون ص/ ۶۷ سیرۃ ابن ہشام ص/ ۲۵۱
(۶) ڈاکٹر امیر حسین صدیقی، ڈاکٹر نثار احمد ''بساط سیاست پر'' نقش سیرت ص/۳۸۳
(۷) ایضاً ص/۳۸۴
(۸) سیرۃ ابن ہشام، ص/ ۲۵۱
(۹) ایضاً ص/۲۵۲ موالی کے لغت میں متعدد معنی لکھے ہیں مثلاً، سردار، غلام آزادشدہ غلام،، آزاد کنندہ، مددگار، معاون محبت کرنے والا دوست، ساتھی، شریک، پڑوسی، مہمان، چچازاد بھائی، بیٹا، داماد، قریبی رشتہ دار، اتحادی، حلیف، پیروی کرنے والا وغیرہ وغیرہ (تفصیل کیلئے دیکھئے المنجد)
(۱۰) ایضاً صفحات، ۲۵۲ تا ۲۵۶

جہاد اور دہشت گردی کا فرق
سیرتِ طیبہ ﷺ کی روشنی میں
مصنف
پروفیسر ڈاکٹر صلاح الدین ثانی
مکتبہ یادگار شیخ الاسلام پاکستان علامہ شبیر احمد عثمانیؒ

آپؐ کا "صلح حدیبیہ" برائے امن

انتخاب: پروفیسر ڈاکٹر قاضی رشید احمد

مکہ مکرمہ سے ۱۲ میل کے فاصلہ پر ایک کنواں ہے جس کو حدیبیہ کہتے ہیں چونکہ معاہدہ حدیبیہ یہیں لکھا گیا اس لئے اس واقعہ کو صلح حدیبیہ کہتے ہیں نیز اس واقعہ کو غزوہ صلح حدیبیہ ان معنوں میں کہا جاتا ہے کہ رسول اکرمؐ بنفس نفیس اس میں شریک ہوئے تھے ورنہ دراصل یہ کوئی جنگی مہم نہیں تھی بلکہ آپؐ صحابہؓ کی ایک بڑی جماعت کے ساتھ عمرہ کی نیت سے مکہ کی جانب روانہ ہوئے تھے (۱)

تاریخ اسلام میں یہ واقعہ نہایت اہم یعنی اسلام کی تمام آئندہ کامیابیوں کا دیباچہ ہے اگرچہ یہ صرف ایک صلح کا معاہدہ تھا اور صلح بھی بظاہر مغلوبانہ تھی تاہم اللہ تعالیٰ نے اسے قرآن مجید میں فتح قرار دیا ہے۔(۲)

مکہ سے مسلمانوں کو نکلے ہوئے تقریباً چھ سال ہو گئے تھے لیکن کہ کی یاد اکثر ان کے دلوں کو تڑپاتی رہتی تھی۔ بعض صحابہؓ تو مکہ کو یاد کر کے روتے تھے۔(۳) اس کی وجہ یہ تھی کہ بعض مہاجرین مکہ سے جان بچا کر بھاگ آئے تھے لیکن ان کا بقیہ خاندان اور بال بچے وہیں رہ گئے تھے (۴) دوسرے اسلام کے بنیادی ارکان میں سے حج ایک اہم رکن ہے اس لئے مسلمانوں کی شدید خواہش تھی کہ وہ حج کریں (۵) نیز حج زمانہ جاہلیت سے ہی عربوں کا ایک قومی شعار سمجھا جاتا تھا دشمنوں تک کو اس کی ادائیگی سے نہیں روکا جاتا تھا ایسی صورت میں مسلمانوں کو بھی پورا حق پہنچتا تھا کہ وہ اس کو ادا کر سکیں (۶)

ان اسباب کے ساتھ ساتھ اس کا سب سے بنیادی کا سبب یہ تھا کہ ایک روز رسول اللہ ﷺ نے خواب میں دیکھا کہ آپؐ اپنے صحابہؓ کے ساتھ مکہ تشریف لے گئے ہیں اور وہاں عمرہ ادا فرمایا ہے۔ رسول اکرمؐ کے خواب کی اللہ پاک نے خود توثیق بھی کی ہے۔(۷) ارشاد باری تعالیٰ ہے "فی الواقعہ اللہ نے اپنے رسول کو سچا خواب دکھایا تھا جو ٹھیک حق کے مطابق تھا انشاء اللہ تم ضرور مسجد حرام میں پورے پورے امن کے ساتھ داخل ہو گے اپنے سر منڈ واؤ گے اور بال ترشواؤ گے اور تمہیں کوئی خوف نہیں ہو گا وہ اس بات کو جانتا تھا جسے تم نہ جانتے تھے اس لئے خواب پورا ہونے سے پہلے اس نے یہ قریبی فتح تم کو عطا فرمادی" (۸) ظاہر ہے رسول اکرمؐ کا یہ خواب محض خواب وخیال نہ تھا

انچارج شعبہ اسلامیات ہمدرد یونیورسٹی

بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک اشارہ تھا جس کی پیروی کرنا رسول اللہ ﷺ کے لئے ضروری تھا چنانچہ رسول اکرمؐ نے اپنا خواب بلا تامل صحابہ کو سنا کر عمرے کی غرض سے تیاری شروع کردی (۹)

واقعات: ماہ ذی قعدہ ۶ھ میں رسول اکرمؐ عمرے کی غرض سے مدینہ سے مکہ روانہ ہوئے۔ مہاجرین وانصار کا ایک گروہ آپؐ کے ہمراہ تھا۔ آپؐ کے ہمراہیوں کی تعداد ۱۳۰۰ سے ۱۵۰۰ کے درمیان تھی (۱۰) صحیح بخاری کی ایک روایت کے مطابق ان کی تعداد چودہ سو تھی (۱۱) جب آپ ذو الحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو آپؐ نے قربانی کے جانور کو ہار پہنایا اور کوہان چیر کوان کا خون بہایا اور اسی جگہ سے عمرہ کا احرام باندھ لیا پھر آپؐ نے بنی خزاعہ کے ایک شخص بسر بن سفیان کو قریش کی خبر لانے کیلئے بھیجا یہاں تک کہ جب آپؐ غدیر اشطاط کے مقام پر پہنچے تو جاسوس نے آکر بتایا کہ قریش آپؐ کے خلاف جمع ہو رہے ہیں اور انہوں نے آپؐ کے خلاف بہت سے لشکر جمع کر لئے ہیں۔ وہ آپؐ سے لڑنے اور بیت اللہ سے روکنے کے لئے تیار ہیں۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا لوگو مجھے مشورہ دو کیا مجھے کافروں کے اہل وعیال پر یلغار کر دینی چاہئے جو ہمیں بیت اللہ سے روکنا چاہتے ہیں؟ ابوبکر صدیقؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ ہم اپنے گھروں سے بیت اللہ کا قصد کر کے نکلے ہیں کسی کو قتل کرنے یا کسی سے لڑنے کے لئے نہیں آئے پس آپؐ اس کی جانب قدم بڑھائیں اور جو بھی ہمیں روکے گا ہم اس سے لڑنے کے لئے تیار ہیں۔ آپؐ نے فرمایا اچھا اللہ کا نام لیکر چل پڑو (۱۲) قریش نے خالد بن ولید کو ایک دستہ کے ساتھ غمیم کی طرف بھیجا یہ خبر آپ کو اس وقت پہنچی جبکہ آپؐ عسفان پہنچ چکے تھے آپؐ نے اسی مقام سے عام راستہ چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کیا (۱۳) یہ راستہ ثنیۃ المرار کا راستہ تھا اس راستہ سے چل کر آپؐ مکہ کے نیچے کی طرف حدیبیہ کے مقام پر پہنچ گئے۔ یہاں پہنچتے ہی آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی اسی جگہ آپؐ ٹھہر گئے یہاں سے قریش سے بات چیت کا سلسلہ شروع ہوا۔ قریش کی طرف سے مختلف اوقات میں بدیل بن ورقاء خزاعی، حلیس بن علقمہ، عروہ بن مسعود قاصد بن کر رسول اللہ ﷺ سے بات چیت کرنے کے لئے آئے۔ رسول اللہ ﷺ نے ان پر یہ واضح کر دیا کہ ہمارا مقصد جنگ نہیں ہے صرف عمرہ کا ارادہ ہے۔ ان قاصدوں نے اہل قریش کو سمجھایا کہ رسول اکرمؐ کی بات مان لو لیکن قریش اس بات پر تیار نہ تھے کہ مسلمان بیت الحرام میں داخل ہوں۔ (۱۴)

رسول اللہ ﷺ نے اپنی طرف سے عثمان بن عفانؓ کو اشراف قریش کے پاس مکہ بھیجا تا کہ ان کے ذریعہ سرداران کو یہ پیغام بھیج دیا جائے کہ ہم جنگ کے لئے نہیں بلکہ زیارت کے لئے آئے

ہیں۔عثمانؓ نے رسول اللہ ﷺ کا پیغام قریش کو پہنچا دیا ابوسفیان نے حضرت عثمانؓ سے کہا کہ اگر تمہارا جی چاہے تو تم کعبہ کا طواف کرلو۔عثمانؓ نے کہا جب تک رسول اللہ ﷺ طواف نہ فرمائیں گے میں طواف نہیں کرسکتا اس پر قریش نے ناراض ہوکر عثمانؓ کو پکڑ لیا۔ادھر مسلمانوں کو یہ خبر پہنچی کہ عثمانؓ شہید کر دیئے گئے ہیں یہ سن کر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا میں ہرگز یہاں سے نہیں جاؤں گا جب تک کہ مشرکوں سے بدلہ نہ لے لوں چنانچہ رسول اکرم ﷺ نے صحابہؓ کو بیعت کے واسطے بلایا اور ایک درخت کے نیچے بیعت لی اس بیعت کو بیعت رضوان کہتے ہیں (۱۵) بخاری کی ایک روایت سے یہ ثابت ہے کہ عثمانؓ کی طرف سے رسول اکرمؐ نے اس طرح بیعت لی کہ آپؐ نے اپنے دائیں ہاتھ کے لئے فرمایا کہ یہ عثمان کا ہاتھ اس کے بعد اسے دوسرے دست مبارک پر مار کر فرمایا کہ یہ عثمان کی بیعت ہے (۱۶) بعد میں معلوم ہوا کہ عثمانؓ کے قتل کی خبر غلط تھی عثمانؓ واپس آگئے قریش کی طرف سے سہیل بن عمرو بھی صلح کی بات چیت کرنے کیلئے آ گیا (۱۷) سہیل بن عمرو نے کہا کہ ہمارے اور اپنے درمیان ایک معاہدہ لکھ لو پس رسول اکرم ﷺ نے ایک کاتب کو طلب فرمایا اور اسے بسم اللہ الرحمٰن الرحیم لکھنے کا حکم دیا۔سہیل نے کہا کہ اللہ کی قسم ہم نہیں جانتے کہ رحمان کون ہے؟ آپؐ باسمک اللھم لکھیں جیسے آپ پہلے لکھا کرتے تھے۔مسلمانوں نے کہا کہ اللہ کی قسم بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ہی لکھیں گے مگر رسول اکرم ﷺ نے فرمایا باسمک اللھم ہی لکھ دو پھر آپؐ نے کاتب سے کہا لکھو یہ وہ فیصلہ ہے جو محمد ﷺ نے کیا۔سہیل نے کہا کہ اللہ کی قسم اگر ہم آپ کو اللہ کا رسولؐ جانتے تو بیت الحرام سے کیوں روکتے اور آپؐ کے ساتھ قتل وقتال کیوں کرتے پس اس جگہ محمد بن عبداللہ لکھئے اس پر رسول اکرمؐ نے فرمایا اللہ کی قسم میں ضرور اللہ کا رسول ہوں اگرچہ تم مجھے جھٹلاتے ہو خیر محمدؐ بن عبداللہ ہی لکھ دو (۱۸) رسول اکرم ﷺ اور سہیل نے حسب ذیل شرائط پر صلح کی۔

(۱) طرفین کے درمیان دس سال تک جنگ بند رہے گی اس مدت کے درمیان امن سے رہیں گے ایک دوسرے کے خلاف نہ چوری چھپے اور نہ اعلانیہ کوئی کاروائی ہوگی (۱۹)

(۲) محمد ﷺ اس سال واپس چلے جائیں اور آئندہ سال (عمرہ کیلئے) آئیں مکہ میں تین دن قیام کر سکتے ہیں کوئی سامان حرب ساتھ نہ لائیں صرف ایک ایک تلوار لا سکتے ہیں وہ بھی نیام میں رہے گی ہم لوگ آپ کی آمد پر مکہ سے باہر چلے جائیں گے۔(۲۰)

(۳) قبائل عرب کو یہ اختیار ہے کہ جس کا جی چاہے قریش کے ساتھ معاہدہ کرے اور جس کا جی چاہے وہ محمد ﷺ کے ساتھ معاہدہ کرے۔(۲۱)

(۴) جو شخص قریش کی جماعت کا اپنے سرپرست کی اجازت کے بغیر رسول اکرم ﷺ کے پاس آجائے تو آپؐ اسے قریش کے حوالہ کر دیں گے لیکن جو شخص رسول اکرمؐ کی جماعت کا قریش کی طرف چلا جائے تو قریش اسے واپس نہیں کریں گے۔(۲۲)

اسی اثناء میں جبکہ معاہدہ لکھا جارہا تھا تو ابو جندلؓ جو کہ سہیل بن عمرو کے بیٹے تھے قید سے بھاگ کر بیڑیوں کو کھڑ کھڑاتے ہوئے مسلمانوں کے درمیان آپہنچے۔ابو جندلؓ کو مسلمان ہونے کی بنا پر سہیل بن عمرو نے بیڑیاں پہنا کر قید میں ڈال دیا تھا لہٰذا جب سہیل بن عمرو نے یہ دیکھا تو کہا کہ اے محمدؐ ہماری اس صلح کی سب سے پہلی بات یہ ہے کہ تم ابو جندلؓ کو ہمارے سپرد کر دو۔رسول اکرمؐ نے فرمایا کہ تاحال صلح نامہ مکمل نہیں ہوا ہے اور وہ مکمل ہو جانے پر نافذ العمل ہوتا ہے اس پر سہیل بن عمرو نے کہا کہ ہم کسی بھی بات پر آپؐ سے ہرگز صلح نہیں کرتے۔رسول اکرم ﷺ نے فرمایا مجھے اس ایک کی اجازت دے دو اس نے کہا میں آپ کو اس کی اجازت نہیں دیتا یہ سن کر ابو جندلؓ نے صدائے احتجاج بلند کی اے مسلمانو کیا تم مجھے مشرکوں کی طرف لوٹا دو گے حالانکہ میں مسلمان ہو کر آیا ہوں؟ کیا تم نہیں دیکھتے کہ میرے ساتھ کیا گزری ہے اور اللہ کی راہ میں مجھے کیسے کیسے آلام و مصائب میں مبتلا کیا گیا ہے؟(۲۳) ابو جندلؓ کی ان باتوں سے مسلمانوں کو بہت قلق ہوا رسول اللہ ﷺ نے فرمایا اے ابو جندلؓ تم چند روز اور صبر کرو اللہ تعالیٰ تمہارے واسطے اور کشادگی کرے گا میں مجبور ہوں کہ میں نے عہد کر لیا ہے اور عہد کے خلاف نہیں کر سکتا(۲۴) پھر عمرؓ بن خطاب نے بارگاہ نبوت میں آکر عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ کیا آپ برحق نبی نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں، کیا ہم حق پر اور ہمارے دشمن باطل پر نہیں ہیں؟ فرمایا کیوں نہیں، عرض کیا پھر ہمیں اپنے دینی معاملات میں دبنے کی کیا ضرورت ہے؟ فرمایا میں اللہ کا رسولؐ ہوں اس کے حکم سے سرمو انحراف نہیں کرتا اور وہ میرا مددگار ہے۔کیا آپؐ نے ہم سے یہ نہیں فرمایا تھا کہ ہم عنقریب بیت اللہ جائیں گے اور اس کا طواف کریں گے؟ فرمایا ہاں کیوں نہیں لیکن کیا میں نے یہ بھی کہا تھا کہ اسی سال جائیں گے عمرؓ نے فرمایا ہاں یہ تو نہیں فرمایا تھا۔فرمایا پھر تم خانہ کعبہ جاؤ گے اس کا طواف کرو گے اس کے بعد عمرؓ حضرت ابو بکرؓ کے پاس تشریف لے گئے اور عرض کیا کہ اے ابو بکرؓ یہ اللہ تعالیٰ کے سچے نبی نہیں؟ فرمایا کیوں نہیں، پھر ہمیں اپنے دینی معاملات میں دبنے کی کیا ضرورت ہے؟

ابوبکر صدیقؓ نے فرمایا اللہ کے بندے وہ اللہ کے رسول ہیں اور اپنے رب کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ ان کا مددگار ہے پس ان کی اطاعت پر مضبوطی سے قائم رہو کیونکہ اللہ کی قسم وہ حق پر ہیں۔عمرؓ نے کہا انہوں نے ہم سے یہ نہیں کہا تھا کہ ہم عنقریب بیت الحرام جائیں گے اور طواف کریں گے؟ فرمایا کیوں نہیں مگر یہ تو نہیں کہا تھا کہ اسی سال جائیں گے عمرؓ نے کہا ہاں یہ تو نہیں فرمایا تھا۔ابوبکرؓ نے کہا یقین کرو تم ضرور جاؤ گے اور طواف کرو گے۔زہری کا قول ہے کہ عمرؓ نے فرمایا مجھے اپنی اس حرکت کے کفارہ میں بہت کچھ کرنا پڑا (۲۵) یعنی مدتوں حضرت عمر فاروقؓ نوافل اور صدقات ادا کرتے رہے تاکہ اللہ تعالیٰ اس گستاخی کو معاف فرمادیں جو اس روز ان سے شان رسالت میں ہوگئی تھی (۲۶) بہرکیف صلح لکھنے کے بعد اس پر چند مسلمانوں اور چند مشرکوں کی گواہیاں ہوئیں (۲۷) معاہدہ سے فراغت کے بعد آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اٹھو اور قربانیاں پیش کر کے اپنے سر منڈاؤ لیکن ایک بھی نہ اٹھا (کیونکہ مسلمان اس صلح نامہ سے ناخوش تھے اور اس امید سے تھے کہ شاید کوئی دوسرا حکم مل جائے جو ان کی تسلی کا باعث بنے) آپؐ نے تین مرتبہ حکم دیا جب کوئی نہ اٹھا تو آپؐ ام المؤمنین ام سلمہؓ کے پاس تشریف لے گئے اور مسلمانوں کی اس حالت کا ان سے ذکر فرمایا۔اے اللہ کے نبیؐ اگر آپؐ پسند فرمائیں تو ایسا کریں کہ باہر تشریف لے جائیں اور ان میں سے کسی سے بھی کچھ نہ کہیں یہاں تک کے اپنی قربانی کے اونٹ ذبح کرلیں اور حجام کو بلوا کر اپنا سر منڈوالیں آپؐ باہر نکلے اور کسی سے ایک بھی بات نہ کی یہاں تک کے اپنے جانوروں کی قربانی دے دی اور حجامت کرنے والے کو بلا کر سر منڈالیا جب مسلمانوں نے یہ بات دیکھی تو وہ کھڑے ہوئے قربانیاں دیں اور ایک دوسرے کے سر مونڈنے کیلئے یوں بھاگ دوڑ مچی کہ آپس میں لڑائی جھگڑے کا خطرہ محسوس ہونے لگا (۲۸)

جب رسول اللہ ﷺ صلح حدیبیہ سے مدینہ واپس آرہے تھے اور صحابہؓ رنج و غم میں تھے تو اس وقت سورۃ فتح نازل ہوئی (۲۹) رسول اللہ ﷺ نے عمر بن خطابؓ کو بلا بھیجا اور یہ سورت سنائی حضرت عمرؓ نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ صلح ہماری فتح ہے۔آپؐ نے فرمایا ہاں! تب وہ خوش ہوگئے اور اللہ نے ایسا ہی کیا کہ اس صلح کا نتیجہ فتح ثابت ہوا (۳۰)

صلح حدیبیہ کے ثمرات، نتائج ،اثرات اور اہمیت : صلح حدیبیہ کو مسلمان اپنی شکست و کمزوری تصور کر رہے تھے لیکن یہ دراصل فتح عظیم تھی بہت جلد ہی ایک ایک کر کے اس صلح کے نتائج سامنے آنے لگے اس صلح میں جو شرط مسلمانوں کو سب سے زیادہ ناگوار محسوس

ہوئی تھی اور جسے قریش اپنی جیت سمجھ رہے تھے کہ مکہ سے بھاگ کر مدینہ جانے والوں کو واپس کر دیا جائے گا اور مدینہ سے بھاگ کر مکہ آنے والوں کو واپس نہیں کیا جائے گا مگر تھوڑی ہی مدت گزری یہ معاملہ قریش پر الٹا پڑا اور قریش نے خود اس شرط کو معاہدہ سے ساقط کروایا (۳۱) اس کی وجہ یہ ہوئی کہ صلح کے بعد جب رسول اللہ ﷺ مدینہ واپس تشریف لے آئے تو قریش کا ایک شخص جس کا نام ابو بصیرؓ تھا قریش سے مسلمان ہو کر آپؐ کے پاس آیا قریش نے اس کو واپس طلب کرنے کے لئے دو آدمی بھیجے آپؐ نے ابو بصیرؓ کو معاہدہ کی شرط کے مطابق واپس کر دیا وہ اس کو ساتھ لے کر نکلے اور جب وہ ذوالحلیفہ کے مقام پر پہنچے تو وہاں قیام کیا اور اپنی کھجوریں کھانے لگے۔ ابو بصیرؓ نے ایک آدمی سے کہا کہ اللہ کی قسم میں دیکھتا ہوں کہ تیری تلوار تو واقعی بہت بہترین ہے۔ تو اس نے تلوار نیام سے نکالی اور کہا کہ اللہ کی قسم یہ واقعی بہت بہترین ہے۔ میں نے بار بار اس کا تجربہ کیا ہے پھر ابو بصیرؓ نے کہا ذرا دکھاؤ تو سہی میں بھی دیکھوں اس نے تلوار دے دی پھر ابو بصیرؓ نے اسی تلوار کے ایک وار سے اسے موت کے گھاٹ اتار دیا یہ منظر دیکھ کر اس کا دوسرا ساتھی بھاگ کھڑا ہوا اور مدینہ پہنچ کر جلدی سے مسجد نبوی میں گھس گیا۔ رسول اللہ ﷺ نے اسے دیکھا تو فرمایا یہ کچھ خوفزدہ معلوم ہوتا ہے وہ رسول اللہ ﷺ کے پاس پہنچ کر عرض گزار ہوا کہ اللہ کی قسم میرا ساتھی قتل کر دیا گیا ہے اور میں بھی قتل ہو چکا ہوتا پھر ابو بصیرؓ پہنچے اور عرض گزار ہوئے اے اللہ کی نبیؐ اللہ کی قسم آپؐ نے اپنی ذمہ داری پوری کر دی اور مجھے ان کفار مکہ کی جانب لوٹا دیا ہے لیکن اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کے شر سے بچا لیا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ یہ شخص تو لڑائی کی آگ بھڑکانے والا ہے کاش کہ کوئی اسے سنبھالنے والا ہوتا۔ جب ابو بصیرؓ نے رسول اللہ ﷺ کے یہ الفاظ سنے تو سمجھ لیا کہ آپؐ مجھے قریش کے پاس لوٹا دیں گے اسلئے وہ چپکے سے باہر نکلے اور سمندر کے کنارہ پر مقام عیص جو ذی مردہ کے پاس ہے جا کر رہنے لگے یہ راستہ قریش کے شام آنے جانے کا تھا ابو بصیرؓ خبر قریش کے ہاتھوں مجبور اور گرفتار تھے اور وہ رسول اکرم ﷺ کے اس عہد پیماں سے جو قریش کے ساتھ ہوا تھا مجبور اور ناامید ہو گئے تھے نکل کر ابو بصیرؓ سے آ ملے یہاں تک کے ابو بصیرؓ کے پاس ستر آدمی جمع ہو گئے اور قریش کو انہوں نے تنگ کر دیا جب بھی وہ یہ سنتے کہ قریش کا کوئی قافلہ شام جانے والا ہے تو وہ اس کی گھات میں بیٹھ جاتے مال لوٹ لیا کرتے تھے اور آدمیوں کو قتل کر دیتے تھے جب قریش ان لوگوں سے بے حد مجبور ہوئے تو رسول اکرم ﷺ کے پاس اپنا ایک نمائندہ بھیجا

جس نے اللہ اور قربت داری کا واسطہ دیا کہ ابو بصیرؓ کو روکا جائے۔ آپؐ شوق سے ان لوگوں کو اپنے پاس بلا لیجئے ہم معاہدہ کی اس شرط کو منسوخ کرتے ہیں کہ جو مسلمان مکہ سے مدینہ چلا جائے گا وہ مکہ واپس کر دیا جائے گا تب رسول اللہ ﷺ نے ان لوگوں کو بلا کر مدینہ میں رکھا۔ (۴۲)

معاہدہ کے بعد مکہ کی کچھ عورتیں بھی مسلمان ہو کر مسلمانوں کے پاس مدینہ آئیں۔ رسول اللہ ﷺ نے ان کو لوٹانے سے انکار فرما دیا کیونکہ واپس لوٹنے کی شرط مردوں کے ساتھ خاص تھی۔ معاہدہ میں رجل کا لفظ بولا گیا تھا جو کہ مرد کیلئے بولا جاتا ہے۔ رسول اکرم ﷺ نے جب قریش کو معاہدہ کی ان الفاظ کی طرف توجہ دلائی تو وہ دم بخود رہ گئے اور انہیں ناچار اس فیصلہ کو ماننا پڑا۔ معاہدہ کی اس شرط کے لحاظ سے مسلمانوں کو یہ حق تھا کہ جو عورت بھی مکہ چھوڑ کر مدینہ آتی خواہ وہ کسی غرض سے آئی ہوا سے واپس دینے سے انکار کر دیں لیکن اسلام کو مومن عورتوں کی حفاظت سے دلچسپی تھی ہر طرح کی بھاگنے والی عورتوں کے لئے مدینہ کو پناہ گاہ بنانا مقصود نہیں تھا اس لئے اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ جو عورتیں ہجرت کر کے آئیں اور اپنے مومن ہونے کا اظہار کریں ان سے پوچھ گچھ کر کے اطمینان کر لو کہ وہ واقعی ایمان لیکر آئی ہیں اور جب اس کا اطمینان ہو جائے تو انہیں واپس نہ کرو (۴۳) سورۃ الممتحنۃ میں ارشاد باری تعالیٰ ہے: "اے لوگو جو ایمان لائے ہو جب مومن عورتیں ہجرت کر کے تمہارے پاس آئیں تو (ان کے مومن ہونے کی) جانچ پڑتال کر لو ان کے ایمان کی حقیقت تو اللہ ہی بہتر جانتا ہے پھر جب تمہیں معلوم ہو جائیں کہ وہ مومن ہیں تو انہیں کفار کی طرف واپس نہیں کرو وہ کفار کے لئے حلال ہیں اور نہ کفار ان کے لئے حلال ان کے کافر شوہروں نے جو مہر ان کو دیئے تھے وہ انہیں پھیر دو اور ان سے نکاح کر لینے میں تم پر کوئی گناہ نہیں جب کہ تم ان کے مہر ان کو ادا کر دو اور تم خود بھی کافر عورتوں کو اپنے نکاح میں نہ روکے رہو جو مہر تم نے اپنی کافر بیویوں کو دیئے تھے وہ تم واپس مانگ لو اور جو کافروں نے اپنی مسلمان بیویوں کو دیے تھے انہیں وہ واپس مانگ لیں یہ اللہ کا حکم ہے وہ تمہارے درمیان فیصلہ کرتا ہے اور وہ علیم وحکیم ہے" (۴۴)

صلح حدیبیہ کے کئی فائدے اور بھی ہوئے مثلاً

(۱) پہلی مرتبہ عرب میں اسلامی ریاست کا وجود باقاعدہ تسلیم کیا گیا۔ اس سے قبل عربوں کی نگاہ میں محمد ﷺ اور آپؐ کے ساتھیوں کی حیثیت قبائل عرب کے خلاف خروج کرنے والے ایک گروہ

کی سی تھی اور وہ ان کو برادری سے باہر سمجھتے تھے اب قریش نے خود ہی آپؐ سے معاہدہ کر کے سلطنت اسلامی کی مقبوضات پر آپ کا اقتدار مان لیا اور قبائل عرب کے لئے ہر دروازہ بھی کھول دیا کہ دونوں سیاسی قوتوں (یعنی قریش اور مکہ مدینہ کے مسلمان) میں جس کے ساتھ چاہیں حلیفانہ معاہدہ کرلیں (۳۵)

(۲) مسلمان ایک عرصے سے جنگوں کے ایک طویل سلسلہ میں الجھے ہوئے تھے جس نے ان کو ساری توانائی اور قوت نچوڑ لی تھی اس صلح سے مسلمانوں کو اطمینان کا سانس لینے اور پرامن وقفہ میں فریضہ تبلیغ ادا کرنے کا بہترین موقع مل گیا۔ (۳۶)

(۳) اس صلح نے مسلمانوں اور مشرکوں میں جو ابھی تک باہم دست گریباں تھے ایک دوسرے سے ملنے جلنے اور ایک دوسرے کو سمجھنے کا موقع بھی فراہم کیا۔ اس کی وجہ سے اسلام کے وہ محاسن مشرکین کے سامنے آئے جنہیں اب تک وہ سمجھ نہیں سکے تھے (۳۷) زہری کہتے ہیں کہ حدیبیہ کی فتح سے پہلے اسلام میں کوئی فتح نہیں ہوئی کیونکہ جنگ موقوف ہوگئی تھی لوگ گفتگو اور مباحثوں میں مشغول ہوگئے تھے پس جس میں کچھ بھی عقل کا حصہ تھا وہ اسلام قبول کر لیتا تھا زہری کے اس قول کی دلیل یہ بات ہے کہ رسول اللہ ﷺ حدیبیہ میں آئے ہیں تو آپؐ کے ساتھ چودہ سو آدمی تھے مگر اس کے دو ہی برس بعد جب آپؐ فتح مکہ کے واسطہ آئے تب آپ کے ساتھ دس ہزار آدمی تھے۔ (۳۸) ابن قیم اس صلح پر تبصرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ "یہ معاہدہ فتح عظیم کا مقدمہ بنا جس سے اللہ نے اپنے رسولؐ اور اسلام کو عزت بخشی لوگ اللہ کے دین میں گروہ در گروہ داخل ہوئے گویا یہ واقعہ اس مبارک امر کا دروازہ اور چابی تھا یہ اللہ تعالیٰ کی عادت جمیلہ ہے کہ وہ جو بھی عظیم اور بڑا کام کرتا ہے تو اس کے لئے عدالتیں اور تمہیدیں قائم فرماتا ہے جو اس کا سبب بنتی اور اس کی طرف راہنمائی کرتی ہیں۔ یہ معاہدہ سب سے بڑی فتح تھی کیونکہ لوگوں نے ایک دوسرے کو امان دے دی مسلمان اور کفار آپس میں ملنے لگے مسلمان انہیں اسلام اور قرآن کی دعوت دینے لگے اور اسلام کے متعلق اعلانیہ مناظرے شروع ہوگئے مخفی طور پر جو مسلمان تھا وہ بھی ظاہر ہوگیا اس مدت میں جس نے چاہا وہ اسلام میں داخل ہوگیا اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے اسے فتح مبین کا نام دیا" (۳۹)

(۴) اس صلح کے ذریعہ مسلمانوں کے لئے زیارت بیت اللہ کا حق تسلیم کر کے قریش نے گویا یہ مان لیا کہ مسلمان بے دین نہیں ہیں۔ اسلام عرب کے مسلمہ ادیان میں سے ایک ہے اور دوسرے

عربوں کی طرح ان کے پیرو بھی حج وعمرہ کرنے کا حق رکھتے ہیں اور اس سے اہل عرب کے دلوں میں نفرت کم ہوگئی جو قریش کے پروپیگنڈہ سے عربوں کے دل میں پیدا ہوگئی تھی (۴۰)

(۵) صلح حدیبیہ کے بعد حالات پرسکون ہوگئے دعوت اسلامی کو سانس لینے کا موقع ملا اور ترقی و پیش قدمی کی نئی راہیں کشادہ ہوئیں اس موقع پر رسول اکرم ﷺ نے سلاطین عالم اور امراء عرب کو متعدد خطوط لکھے اور ان کو بڑے حکیمانہ انداز میں اسلام کی دعوت دی (۴۱) جس کی وجہ سے آفتاب اسلام کی شعاعیں عرب کی حدود سے نکل کر دوسرے ملکوں میں پڑنے لگیں اور وہاں کے لوگ بھی اس نئے دین سے متعارف ہونے لگے۔ (۴۲)

(۶) قریش کی طرف سے جنگ بند ہو جانے کے بعد رسول اکرم ﷺ کو یہ موقع مل گیا کہ اپنے مقبوضات میں اسلامی حکومت کو اچھی طرح مستحکم کرلیں اور اسلامی قانون کے اجراء سے مسلم معاشرہ کو ایک مکمل تہذیب وتمدن بنا دیں وہی نعمت عظمیٰ ہے جس کے متعلق اللہ تعالیٰ نے سورۃ مائدۃ کی آیت نمبر۳ میں فرمایا کہ آج میں نے تمہارے دین کو تمہارے لئے مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تم پر تمام کردی ہے اور تمہارے لئے اسلام کو تمہارے دین کی حیثیت سے قبول کرلیا ہے (۴۳)

(۷) قریش نے مسلمانوں کو مسجد الحرام سے روک کر ایک بہت بڑی سیاسی غلطی کی تھی اس کی وجہ سے بہت سے قبائل مسلمانوں کی طرف جھک گئے تھے بلکہ خود قریش میں بھی بعض افراد مسلمانوں کے طرفدار ہوگئے تھے اور قریش کے قرب وجوار کا علاقہ بھی متاثر ہوگیا تھا اس طرح رائے عامہ مسلمانوں کے حق میں ہموار ہوگئی ان سب چیزوں نے بعد میں عملی طور پر فتح مکہ کو آسان بنا دیا۔ (۴۴)

(۸) اس معاہدہ سے قریش اور ان کے یہودی حلیفوں کے درمیان تفریق ہوگئی جو ہر وقت قبائل کو رسول اکرم ﷺ کی خلاف بھڑکاتے رہتے تھے (۴۵) اور اپنے حلیفوں کو مسلمانوں سے لڑنے پر آمادہ کرتے تھے نیز اسلام کو طرح طرح سے بدنام کرتے تھے لیکن اس صلح حدیبیہ نے یہودیوں کو قریش کی کھلم کھلا امداد واعانت سے محروم کر دیا تھا۔ (۴۶)

(۹) قریش سے صلح کے بعد جنوب کی طرف سے اطمینان نصیب ہو جانے کا فائدہ یہ بھی ہوا کہ مسلمانوں نے شمالی عرب اور وسط عرب کی تمام طاقتوں کو بآسانی مسخر کرلیا۔ صلح حدیبیہ کو تین ہی مہینے گزرے تھے کہ یہودیوں کا سب سے بڑا گڑھ خیبر فتح ہوگیا اور اس کے بعد فدک، وادی القریٰ، تیما اور تبوک کی یہودی بستیاں اسلام کے زیرنگیں آتی چلی گئیں اور پھر وسط عرب کے وہ

تمام قبیلے بھی جو یہود اور قریش کے ساتھ گٹھ جوڑ رکھتے تھے ایک ایک کر کے تابع فرمان ہو گئے اس طرح حدیبیہ کی صلح نے دو ہی سال کے اندر عرب میں قوت کا توازن اتنا بدل دیا کہ قریش اور دیگر مشرکین کی طاقت بالکل ہی دب کر رہ گئی اور اسلام کا غلبہ یقینی ہو گیا (۴۷) چنانچہ جب قریش کے ارباب حل وعقد نے یہ صورتحال دیکھی تو ان سے ضبط نہ ہو سکا اور انہوں نے حدیبیہ کے معاہدہ کو توڑ ڈالا وہ اس بندش سے آزاد ہو کر اسلام سے آخری فیصلہ کن مقابلہ کرنا چاہتے تھے لیکن نبی کریم ﷺ نے ان کو اس عہد شکنی کے بعد سنبھلنے کا موقع نہ دیا اور اچانک مکہ پر حملہ کر کے ۸ ہجری میں اسے فتح کر لیا۔ (۴۸)

(۱۰) صلح حدیبیہ سے مسلمانوں کو ایک بڑا فائدہ یہ بھی ہوا کہ مسلمان اپنی صفوں کی تنظیم نہایت مضبوط اور مستحکم بنیادوں پر کرنے میں کامیاب ہو گئے انہوں نے اپنی عسکری قوت اس درجہ بڑھائی کہ پورے جزیرہ نما عرب میں کوئی ان کا ہمسر اور مقابل نہ رہا ان کی بالا دستی ایک تسلیم شدہ حقیقت بن گئی (۴۹)

حواشی و حوالہ جات

(۱) ثناء الحق صدیقی ''میدان کارزار میں'' ص/ ۴۷۶ تا ۴۷۷
(۲) سیرت النبیؐ (ج ـ ۱) ص/ ۲۶۰ سورۃ الفتح آیت نمبر ۱
(۳) ثناء الحق صدیقی ''میدان کارزار میں'' ص/ ۴۷۶
(۴) سیرۃ النبی ﷺ، ج/ ۱، ص/ ۲۶۱
(۵) حیات طیبہ، ص/ ۱۹۸
(۶) ثناء الحق صدیقی ''میدان کارزار میں'' ص/ ۴۷۶
(۷) تفہیم القرآن، ج/ ۵، سورۃ الفتح ص/ ۳۴
(۸) ترجمہ قرآن مع مختصر حواشی سورۃ الفتح آیت نمبر ۲۷، ص/ ۱۲۹۷
(۹) تفہیم القرآن ـ ج/ ۵، سورۃ الفتح ص/ ۳۴
(۱۰) تاریخ ابن خلدون، ص/ ۱۳۴
(۱۱) بخاری، ج/ ۲، کتاب المغازی باب ۵۰۳، غزوۃ الحدیبیۃ، ص/ ۵۸۴
(۱۲) ایضاً ص/ ۵۹۱ زاد المعاد فی ھدی خیر العباد، حصہ دوئم، ص/ ۲۱۶

(۱۳) بخاری جلدف دوئم، کتاب الشروط باب ۴ الشروط فی فی الجہاد والمصالحۃ مع اھل الحرب ص/ ۲۷ تاریخ ابن خلدون، ص/ ۱۳۴

(۱۴) سیرۃ ابن ہشام ص/ ۴۵۱، بخاری، ج/ ۲، کتاب الشروط باب ۴ الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اھل الحرب ص/ ۳۰

(۱۵) سیرۃ ابن ہشام، ص/ ۴۵۲، زاد المعاد فی ھدی خیر العباد (حصہ دوئم) ص/ ۲۱۷ تاریخ ابن خلدون ص، ۱۳۵، تاریخ طبری، ص/ ۳۳۲۳، اثیر، ص/ ۳۲۹ سیرت سید الانبیاء ترجمہ الوفا باحوال المصطفیٰ ص/ ۷۲۸، مسعودی التنبیہ والاشرف، ص/ ۷۷

(۱۶) بخاری، ج/ ۳، کتاب المناقب باب ۳۸۹، مناقب عثمانؓ بن عفان ص۔ ۳۹۶

(۱۷) ابن اثیر، ص/ ۳۲۹ زاد العباد فی ھدی الخیر العباد (حصہ دوئم)، ص/ ۲۱۷

(۱۸) بخاری جلد دوئم، کتاب الشروط باب ۴، الشروط فی فی الجہاد والمصالحۃ مع اھل الحرب ص/ ۳۱

(۱۹) سنن ابوداؤد شریف، ج/ ۲ کتاب الجہاد، ۴۲۳، فی صلح العدو، ص/ ۳۵۲

(۲۰) ابن اثیر ص/ ۳۳۰، بخاری جلد دوئم، کتاب الشروط باب ۴، الشروط فی فی الجہاد والمصالحۃ مع اھل الحرب ص/ ۳۱ کتاب الجہاد والسیر باب ۲۸۱، المصالحۃ علی ثلاثۃ ایام اووقت معلوم ص/ ۲۰۴

(۲۱) سیرۃ ابن ہشام، ص/ ۴۵۴ ابن اثیر، ص/ ۳۳۰

(۲۲) ابن اثیر ص/ ۳۳۰، سیرۃ ابن ہشام ص/ ۴۵۴، مسلم (جلد پنجم) کتاب الجہاد والسیر باب صلح الحدیبیہ ص/ ۷۳، بخاری (جلد دوئم) کتاب الشروط باب ۴، الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اھل الحرب وکتابۃ الشروط ص/ ۳۱

(۲۳) ایضاً ص/ ۳۲

(۲۴) سیرۃ ابن ہشام ص/ ۴۵۴

(۲۵) بخاری (جلد دوئم) کتاب الشروط باب ۴، الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اھل الحرب وکتابۃ الشروط ص/ ۳۲

(۲۶) تفہیم القرآن، ج/ ۵، سورۃ الفتح ص/ ۳۹

(۲۷) سیرۃ ابن ہشام ص/ ۴۵۵

(۲۸) بخاری (جلد دوئم) کتاب الشروط باب ۴، الشروط فی الجہاد والمصالحۃ مع اھل الحرب وکتابۃ الشروط ص/ ۳۳